محمد عابد مسعود ڈوگر

دینی مدارس کا نصاب کیا تبدیلی ممکن ہے؟

آج کل حکومت کی طرف سے ماڈل دینی مدارس قائم کرنے کا بڑا شور ہے، ملک کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے دینی مدارس طویل عرصے سے ملک وملت کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔ مدارسِ دینیہ کا سلسلۃ الذھب مسجد نبوی شریف میں آج سے ڈیڑھ ہزار سال قبل ''صفہ'' کے چبوترے پر دین کا علم سیکھنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین سے ملتا ہے دین کی تعلیم کا یہ سلسلہ تب سے اب تک جاری وساری ہے۔ امت کے لئے ان طالبانِ دین کی خدمات کا احاطہ ایک نشست میں ممکن نہیں ہے۔ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جاتا ابھی کل کی بات ہے۔ کہ برطانوی سامراج کے خلاف مقدس جہادِ حریت کی سب سے پہلی اینٹ دہلی کے ولی اللٰھی مدرسے کے ایک طالب علم نے رکھی تھی۔ تب سے ہمیں ہر میدان میں مدارس عربیہ کے اصحابہ علم وفضل مستانہ وار نعرۂ رستاخیز بلند کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ شاملی سے لے کر کالا پانی اور پھر اس کے بعد بھی کئی جگہوں پر انہوں نے سامراج کی کلائی مروڑی اور پنجہ توڑا دشمن کے خرمن کو ایسی آگ دکھائی کہ پھر اس نے ولایت جاکے ہی سانس لیا۔

سال ہا سال سے دینی مدارس میں ''درسِ نظامی'' کے عنوان سے ایک نصاب پڑھایا جا رہا ہے۔ اس سے قبل کہ ہم اس نصاب کا جائزہ لیں، پہلے ملک بھر میں قائم مدارس اور ان میں زیرِ تعلیم طلباء کے متعلق کچھ اعداد وشمار ملاحظہ فرمائیں۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب کی ادارت میں چھپنے والے ماہنامہ ''الشریعہ'' کے مئی کے شمارے کے اداراتی صفحات میں ایک جائزہ شائع ہوا ہے ہم اسے درج کر رہے ہیں۔

پاکستان کے دینی مدارس میں طلباء اور طالبات کی تعداد سات لاکھ سے زیادہ ہے جن میں سے تین لاکھ ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ 98 ہزار حفظ قرآن میں مصروف ہیں۔ چالیس ہزار تجویدِ قرآن کے طالب علم ہیں۔ 53 ہزار قرات سیکھ رہے ہیں۔ اور چھبیس ہزار سے زائد درسِ نظامی کا علم حاصل کر رہے ہیں۔ تقریباً 58 ہزار طالبات بھی دینی مدارس میں پڑھائے جانے والے نصاب کے مطابق علم حاصل کر رہی ہیں۔ جو طلباء فتوے کی تعلیم میں مصروف ہیں ان کی تعداد بھی سینکڑوں میں ہے جس میں مہارت کے بعد وہ مسلمانان پاکستان کی دینی مسائل میں رہنمائی کرتے ہیں۔ جس کو پاکستان کی عدالت عالیہ اور عدالتِ عظمٰی دونوں نے تسلیم کر رکھا ہے۔''

ہماری گفتگو کا موضوع ''درسِ نظامی'' ہے۔ تقریباً نو سال پر محیط دینیات کا یہ طویل کورس جس وقت ترتیب دیا گیا تھا۔ اس وقت کے جید علماء کرام نے اس دور کی تمام جائز ضرورتوں کو سامنے رکھ کر اسے ترتیب دیا تھا۔ یہ کورس آجکل تقریباً سبھی بڑے مدارس میں پڑھایا جاتا ہے۔

پہلے سال جو نصاب پڑھایا جاتا ہے اسے ''متوسطہ'' (درجہ فارسی) کہتے ہیں، پہلے تو اس میں تقریباً فارسی ہی پڑھائی جاتی تھی کیونکہ دینی علوم کی بہت سی کتابیں اور ان کے حواشی فارسی میں ہیں۔ بعد میں وفاق المدارس نے اس میں سے کچھ فارسی کی کتب

نکال کر بعض دوسری کتابیں شامل کر دیں۔ مثلاً معاشرتی علوم، اردو کی آٹھویں کی کتاب اور سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، بعد میں انگریزی کی کچھ کتب بھی اسی سال کے نصاب میں شامل کر دی گئیں۔ فارسی میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں شیخ سعدی شیرازی مرحوم کی کریما، گلستان، بوستان وغیرہ شامل ہیں۔ کسی دور میں فقہ کی کتاب مالا بدمنہ بھی اس میں شامل تھی۔ بنیادی طور پر اس برس فارسی سے واقفیت پیدا کرنے کے لئے کتب پڑھائی جاتی ہیں۔

دوسرا سال عربی گرامر سے واقفیت اور اس کی مشق کے لئے صرف ونحو کی کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ اور طلباء سے قواعد پر مشق کرائی جاتی ہے۔ یہ سال درس نظامی میں طالب علم کی بنیاد شمار کیا جاتا ہے اس کا نام درجہ اولیٰ (صرف ونحو) ہے تیسرے سال سے اصل تعلیم شروع ہوتی ہے۔ یعنی قرآن پاک کا ترجمہ، فقہ کے ساتھ ساتھ منطق کی تعلیم بھی اسی سال سے باقاعدہ شروع ہوتی ہے۔ اس کے بعد چار سال تک انہی علوم پر مختلف کتابیں پڑھائیں جاتی ہیں۔ صرف درجہ سادسہ (چھٹے برس) میں فلسفے کی کتاب بھی شامل نصاب ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ عقائد پر شرح عقائد نامی کتاب بھی اسی سال پڑھائی جاتی ہے۔ درس نظامی کے ان چار برسوں میں درج ذیل علوم پر مختلف کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔ ترجمہ قرآن پاک، علم حدیث پر کوئی قابل ذکر کتاب ان چار برسوں میں نہیں پڑھائی جاتی، فقہ، اصول فقہ، منطق، فلسفہ، عربی ادب اور اس کے ذیل میں علم وفصاحت وبلاغت۔

آخر دو سالوں میں حدیث پاک کے ساتھ ساتھ ایک ایک کتاب اصول حدیث اور اصول تفسیر کی پڑھائی جاتی ہے۔ یہ درس نظامی کا مختصر سا خاکہ ہے۔ اب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ کہاں کہاں تبدیلی کی گنجائش ہے سب سے پہلے ہم درجہ فارسی کا جائزہ لیتے ہیں۔ فارسی کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے یہ زبان اردو سے واقفیت میں بھی بڑا اہم کردار ادا کرتی ہے اسے جاری رہنا چاہئے صرف اتنا ہو جائے کہ قدیم اور جدید فارسی یعنی اس زبان میں زمانے کے ساتھ ساتھ جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کو سامنے رکھا جائے اور اسے بطور زبان پڑھایا جائے اس کے ساتھ ساتھ پڑھایا جائے اس کے ساتھ ساتھ انگریزی کی جو کتب متوسط کے نصاب میں شامل ہیں وہ عام سکولوں میں پڑھائی جانے والی انگریزی کی کتابوں سے معیار میں بہت عمدہ ہیں۔ ان میں طالب علم کو ایسی محنت کرا دی جائے کہ انگریزی میں اس کی بنیاد مضبوط ہو جائے اسے پڑھاتے وقت بھی اسے بطور زبان واقفیت پر زور دیا جانا چاہئے۔ بول چال کی زیادہ سے زیادہ استعداد بنانی چاہئے تاکہ اس کے بڑھتے ہوئے اثر ونفوذ کی وجہ سے اس زبان کو ذریعہ تبلیغ بنایا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر کی بنیادی باتوں سے طلبہ کو واقفیت کرائی جائے۔ ساتھ ساتھ خطاطی اور اردو میں تحریر وتقریر کو بہتر بنانے پر زور دینا چاہئے یاد رہے کہ وفاق المدارس نے متوسط کا دورانیہ ایک برس سے بڑھا کر دو برس کر دیا ہے بعض مدارس میں یہ دورانیہ تین برس ہے۔

دوسرے برس عربی گرائمر کے ساتھ ساتھ اس بول چال اور تحریر پر بھی خصوصی توجہ ہونی چاہئے۔ تاکہ آنے والے برسوں میں طالب علم اس زبان سے اجنبیت محسوس نہ کرے دیکھنے میں یہ بات آئی ہے۔ کہ کئی سال عربی زبان میں مختلف علوم پڑھنے کے باوجود اکثر طلبہ عربی سے تقریباً ناواقف ہوتے ہیں جب کہ اس سے کم عرصے میں سکول کے طلبہ انگریزی سے جو صرف ایک مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے اچھی خاصی واقفیت حاصل کر لیتے ہیں۔ ہمارے مدارس میں عربی بول چال کا رجحان بالکل نہیں ہے۔ اسے رواج دینے کی ضرورت ہے اور عربی زبان سے متعلق ہر سال کوئی نہ کوئی کتاب ضرور شامل نصاب ہونی چاہئے۔ اس میں طلبہ کو

خصوصی مہارت پیدا کرائی جائے تا کہ دنیا کی اس فصیح و بلیغ زبان سے بھر پور واقفیت حاصل ہو اور قرآن پاک اور حدیث نبوی ﷺ کے مطالعہ کے دوران اس سے بھر پور استفادہ ہو سکے۔ جدید عربی ادب کو بھی خاطر میں لانے کی ضرورت ہے۔

اگلے چار برسوں میں جو علوم پڑھائے جاتے ہیں۔ ان میں سے ان تمام مضامین اور کتب کو خارج کر دیا جانا چاہئے جن کی اب عملی زندگی میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے منطق، یونانی فلسفہ اور وہ کتب جو وقتی فرقوں کے رد میں لکھی گئیں جن کا اب تقریباً کوئی وجود نہیں رہا اگر ہے بھی تو ان کے اتنے جدید ایڈیشن آ چکے ہیں کہ ان کتابوں کو پڑھ کے ان کا علمی محاسبہ ممکن نہیں۔ اس کی جگہ اہل مغرب کی طرف سے اسلام کے متعلق پھیلائے گئے بے بنیاد اعتراضات شکوک وشبہات کے متعلق کتب اور مکالموں کو شاملِ نصاب کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اس دور میں پھیلنے والے فتنوں کے متعلق مکمل آگاہی اور ان کا بھر پور علمی محاسبہ بھی شامل نصاب ہونا چاہئے۔

فقہ کی تدریس کے دوران جدید مسائل جیسے بلاسود بینکاری اور عائلی قوانین وغیرہ کو مستقل بحث کی صورت میں پڑھانا چاہئے۔ تا کہ اسلام کا معاشی نظام اور اس کی مکمل تشریح سامنے آ سکے۔ اگر اسے تقابل کے ساتھ پڑھایا جائے تو بہت فائدے کی بات ہوگی۔ پورے درسِ نظامی میں تفسیر پر صرف ایک ہی کتاب ہے جو کہ بہت حد تک ناکافی ہے جدید سائنسی تحقیقات نے اسلام کی حقانیت بہت واضح کر دی ہے ان چیزوں کو سامنے رکھتے ہوئے کسی جدید عربی تفسیر کو شامل نصاب کیا جانا چاہئے۔ جیسے سید قطب شہید کی ''فی ظلال القرآن'' اور تفسیر مراغی وغیرہ۔ حیرت کی بات ہے کہ جو علوم قرآن فہمی میں معاون ہیں ان کے لئے بہت سی کتب پڑھائی جاتی ہیں۔ مگر قرآن پاک جو سب علوم کا منبع ہے وہ بے توجہی کا شکار ہے۔ اسے براہ راست سمجھنے کے لئے اس نو سالہ نصاب میں صرف ایک ہی تفسیر شامل ہے جو کہ بہت مختصر ہے۔ سیرت نبوی ﷺ پر کوئی مستقل کتاب اس نصاب میں شامل نہیں اس ضمن میں بھی ایک سے زائد کتب کی شمولیت از حد ضروری ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سیرت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر بھی کوئی کتاب پڑھائی جانی چاہئے۔ آسمانی علوم و افکار کا بہترین نمونہ تو ان حضرات کی زندگیوں میں جھلکتا نظر آتا ہے۔ یہی جھلک اگر آنکھوں سے اوجھل کر دی گئی تو کیا سیرت و کردار کو لارڈ میکالے کی زندگی پڑھ کر سنوارا جائے گا۔ انسان حیرت میں ڈوب جاتا ہے کہ اسلامی علوم کے اس وسیع نصاب میں اسلام کی تاریخ پر کوئی کتاب شامل نہیں یہ تو تاریخ کا حال ہے اور فلسفہ تاریخ کا تو پوچھنا ہی کیا یہ لفظ تو بہت سے علماء کے لئے اجنبی ہوگا۔ دنیا کی سب سے بہترین قوم کی تاریخ کے بارے میں بالکل واقفیت نہیں ہے اسلامی تاریخ پر کتب کو نصاب میں جگہ دینی چاہئے۔ خصوصاً صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کے دور کی تاریخ اور پھر اس کے بعد سے لے کر آج تک مسلمانوں نے کیا کھویا اور کیا پایا اسے سبقاً پڑھانے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں سید علی میاں مرحوم کی تاریخ دعوت و عزیمت سے بہتر شاید ہی کوئی کتاب ہو۔ آخری دو برسوں میں درس حدیث کے دوران تمام علمی بحثوں کو تازہ کرنے کی ضرورت ہے۔ اور حدیث پاک کو صرف فقہی تناظر میں نہ پڑھایا جائے۔ ہمارے مدارس میں لسانیات کا مستقل شعبہ کسی بھی جگہ قائم نہیں اسے قائم کیا جانا چاہئے۔ دنیا کی مشہور زبانوں سے بھر پور واقفیت کرائی جائے تا کہ پوری دنیا میں بسنے والے انسانوں کو اسلام کی دعوت انکی اپنی زبان میں دی جائے۔ انٹرنیٹ کا بڑھتا ہوا استعمال ارباب مدارس سے متقاضی ہے کہ اس محاذ پر بھی صف بندی کی جائے ہر مدرسے کی اپنی ویب سائٹ ہو جو معلوماتی ٹیکنالوجی کی اس دنیا میں اسلام کی دعوت اور تعلیمات کو عام کر سکے۔